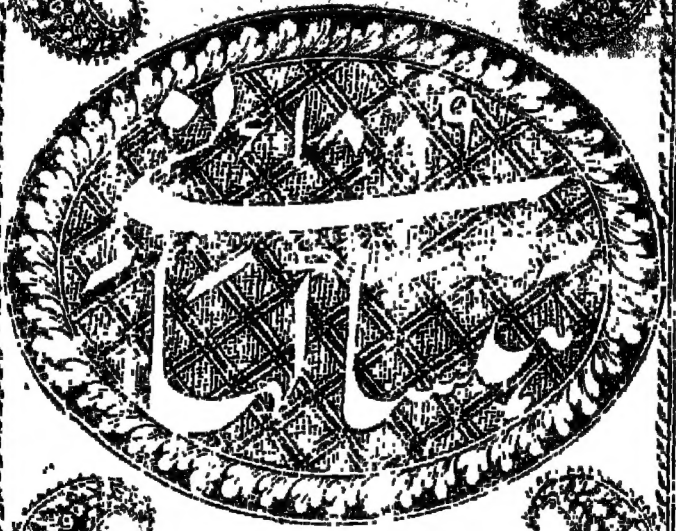


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم الله الرحمن الرحيم
 بظاہر فرحت کی نشانی و بیاہن سرایہ مکہ دہلی اردو معرا لکھنے

۱۲۸



مولفہ اصح الفصحا و البغ الباغ جناب سید فدا علی صاحبہ شہ شوان
 ذکر جناب سید الشہداء شہ شوان فدا علی صاحبہ شہ شوان

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

25 MAY 1970

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U54939

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد اوائے شکر فائق نطق و لسان احقر ذاکران قدرا علی نشر خوان بہ کم و کاست بلکہ بنیم
کہ سکتا ہوں کہ یہ عبارت اس وقت لکھی ہو کہ کلام شعرائے سائق و حال میں بطریق نظم و اوزان
تحریر قدیم و جدید کی کتب میں از روئے نثر اس صنعت میں کہیں کچھ نہیں لکھا و یا لکھا تھا
ہاں کسی نے لکھا ہو یا کسی صاحب نے و یا لکھا ہو یا امیری نگاہ سے نہیں گذرنا تھا اس
سبب سے عرض کرتا ہوں کہ ناظرین بہ نظر انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ سنہ ۱۲۳۱ ہجری
میں کہ جس زمانہ میں بعدہ ذاکری ملازم حضرت سکندر شاہ مرزا محمد واجد علی شاہ مرحوم
تھا انھیں دونوں میں وزیر اعظم جناب نواب منظم الدولہ بہادر سے کر نیل جہت
صاحب نے کہ تیار سرج میں اجٹ تھے اور عام عربی و فارسی و انگریزی میں صاحب
کمال مشہور و معروف تھے ایک روز یہ فرمائش کی کہ کچھ عبارت اردو الہی لکھیں کہ جنہوں
کو فی نقطہ عربی و فارسی نوجناب نوالصاحب نے فرمایا کہ وہاں کہ یہاں جو مرکب نوکل
خیر فکری اسکی جس سبب اتفاق ہو چکا جو حاضر خدمت تھے نہایت جناب نوالصاحب
یہ اونیہ نگاہ تلفظ ارشاد کیا کہ آپ کچھ عبارت اردو لکھیں کہ تیار ہو جائے کہ الفاظ عربی و

تو چند سطرین نکل آئیں اگر کسی مقام پر اس جاہل کی فکر نہ نکلا کی ہرگز اظہار معاف فرمائے
کہ عادت اردو لکھنے پڑھنے کی ہر وہ عبارت کہ جسکو نہ اردو کہہ سکتے ہیں اور نہ بھاکا
ہاں یہ عبارت سبب تخریبی جو مرکب لکھی گئی ورنہ یہ بھی اسی صنعت میں لکھی جاتی
عبارت اردو کے غیر مرکب نتیجہ فکر سید فدا علی نثر خوان لکھنوی فریدی بن سید
انجید علی ولد سید فتح علی اعلیٰ اللہ مقامہا شاگرد مرزا محمد رضا طور مغفور۔

شروع ہنساکمان

اب دیکھئے واسے سنیں اور جو سنیں جانتے ہیں جانیں ہم ایسے کورات دن رات تھے میٹھے پوتے
میں بٹ ہو کما سب کچھ ہو گیا اور ہم جاتے سوئے آسکی بڑائی کرتے میں جسے ایک پل میں سارا
سنسار بنا یا پھر اپنے پیچ پوئے واسے اور اچھی باتیں سکھائیو اسے بھیجے ان سکے تھے ایک ان
پر حد تک ہی۔ لاکھنا پڑھنا نہیں سکھا پلے والے نئے اچھا بنا یا اور ایسا اسکو چاہیے بنا
والے اسکو پار کرتے ہیں جسکی رسم ہر ہر کھائی دیتی اور اچھی اپنی آسکو بھلی باتیں سکھانے
بتائے کہ جیہہ را اور سنار والے کہہ دیا اس سے اچھا آجنگ کوئی سمجھ نہیں بھیجا اور اب
بھیجنا بھی نہیں سچن رکھو اسکا کتا مانو گے اچھے رہو گے نہیں لگ میں جلائے جاؤ گے اور گھر
گڈھے میں گرائے جاؤ گے۔ آسے جگ بنائیو اسے نے چہرہ میں کو بھی ایسا بولنا بتایا کہ جسکو سننے یا
کرنے والے اور بولیاں سمجھنے والے کھڑوں سوچ میں رہتے ہیں۔

اب ایک کہانی چھوٹی سی جواگلوں سے سنی ہو سکتے ہیں۔ ایک راجہ جسکے کہنے میں بہت
راہہ تھیں۔ سوئے نہیں ایک نیکیہ کو ہاتھ پر بٹھال رہا تھ پھیرتے دیکھا کہ اگر جاگ اٹھا اور
پاس کے پٹھے سے اٹھ کر نکلتا جس نیکیہ کو میں نے سورتمہ میں باقہ رہی تھی دیکھا تو
ابھی منکا زمین جاتے ہیں ہاتھ پر ہاتھ اسکا سب سے اونچا رکھ کر لایا کہ میری کیا باتیں وہ
جی چاہے کہ کو کہو وہ اسکا گئے اور جو چہ چاہے چاہے چاہے چاہے چاہے چاہے چاہے چاہے
راجہ میں ویسا پٹھان میں وہ بھی راجہ اسکا ہاتھ آتا دیکھا فی نہیں دیکھا کہ میں دیکھا

اس کے ساتھ ساتھ کیا ہوگا دیکھو کہ دیتا ہوں جو وہ پنکھیر نہیں لگا ایک ایک کو مار ڈالوں گا اور
 اس کو جیتا نہیں چھوڑوں گا اتنا سا کام تم سے نہیں ہو سکتا جہاں ملے لاؤ میں نہیں مانوں گا یہ سننے
 سب گھبر گئے ان لوگوں میں ایک جاڑ بھی تھا اور راجہ کے بہت منہ چڑھا ہوا تھا اور چڑھوں
 کی باتیں بھی سمجھتا تھا کچھ سوچ کر کہنے لگا آپ مجھ کو کچھ روپیہ دین میں چھوہینے میں لا دوں گا راجہ
 نے کہا اچھی بات ہے جا میں اتنے دنوں کے نہیں لو لوں گا یہ کدرا جا اٹھ گیا اور یہ سب بھی لے
 بیٹھ میں گئے اور ایک منہ موڑا اس جاڑ سے کہنے لگے یہ کیا آؤں کیا تو نے ارے وہ پنکھیر جو
 اجٹاک کیوں نہیں ملا مجھ کو کیونکر لایا لگا کر کیا تو نے جو کچھ سیکے لیے ہوتا تیرے لیے بھی ہوتا
 بہت بڑی تو نے منہ سے نکالی ہو دیکھیے کیونکر پوری ہوتی ہو اسنے کہا تم میں سے کوئی میری
 بات کی بھلائی کو نہیں سمجھتا تم سب کو میں نے کچھ دنوں مرنے سے بچایا ہو کیا جانے تمہاری سمجھوں کو کہ
 ہو گیا وہ پنکھیر نہیں لگا نہیں سہی چھوہینے تک تم سب بچے ہو گے اور اپنے اپنے گھر نہیں چہر
 سے پاؤں پھیلا کر سوو گے میں اسکو ڈھونڈھنے جاتا ہوں تم بیان ہو راجہ کے سامنے بات
 بناتے رہنا یہ کدرا پید اور کچھ لوگ لیکر چل نکلا بھی اس گاؤں میں کبھی اس گاؤں میں کبھی
 اس بن میں کبھی اس بن میں کبھی اس ندی پر کبھی اس ندی پر کبھی اس پہاڑ پر کبھی اس پہاڑ
 پر اسی تو خشک سے ڈھونڈھتا ہوا اور ٹھوکر بن کھاتا ہوا ایک دن ایک پہاڑ کے نیچے ہو گیا
 دن ٹھوڑا تھا ٹھہر گیا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا آج ہم یہاں پہنچے یہ کدرا پہاڑ پر چڑھ گیا
 پہاڑ ایک جھوٹا پڑی دیکھی جب اس کے پاس گیا دیکھو ایک بڑا حائل تھی والاد بلا پٹیلانہ ندی
 میں بیٹھا ہو دیکھتے ہی اسنے کہا تو کون ہو اور یہاں تک کیونکر پہنچا اور کیوں آیا ہو اس پہاڑ پر
 کوئی نہیں آتا کس لیے آیا ہو اسنے کہا میں ایک راجہ سے بچ کر آیا ہوں اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر
 میں ہٹ کی اور کہا لاؤ نہیں سب کو مار ڈالوں گا یہ کہنا اسکا دیکھو میں نے کہا میں لاؤں گا یہ
 کہہ کر آیا ہوں راجہ ڈھونڈھتا چہرے ہوں یہ سب کس بڑے نے کہا اتنا میں جانتا ہوں پہاڑ
 دن میں ایک دن اس پہاڑ کی چوٹی پر اگر بیٹھا ہو سنتے ہی اس بات کے وہ آتے آیا ہوں
 پہاڑ کے نیچے پہنچا میں نے کہا اس پہاڑ کی چوٹی پر نہ آؤ گے یہ دھرتی کو بنایا اور کبھی نہ دھرتی کو بنائے

وہاں بیٹھ رہا تھے میں وہی دن اور وہی گھڑی آئی جو بڑھے نے کسی تھی دیکھا آسنے پہاڑ کی
 چوٹی پر نہیں اگر بیٹھا پیچھے اوسکے ایک چکور بھی آیا بیٹھتے ہی اُسکے پس منظر نے کہا یہ جو پھلوری سی پہاڑ کے
 نیچے دکھائی دیتی ہے وہ بت جی چاہتا ہوں اس میں آکر کر جانے پھر نے کو چکور نے کہا یہ بات بھلا کہ نہیں بھلا
 راجاؤنگو اپنے بھلے برسے کا دھیان چاہیے اور جو ہونی والا ہوا اپنے کر نیسے پہلے آسے سو بچپن برس دن
 میں ایک دن آپ یہاں آیا کرتے ہیں کبھی اس دھرتی پر ایسی بھولوں کی پھلوری دیکھی تھی
 میں نے یہاں کبھی کچھ نہیں دیکھا مجھ کو لکھنا کہ میں نہیں آؤنگا آؤنگا اس پھلوری میں جانیو
 آپس میں یہ باتیں کر کے تھوڑا سا اور بیٹھے دو دن پھر لکھ دیکھا آسنے راجہ کو لکھا مہاراج میں نے
 کھوج لگایا ہوں تھوڑا سا روپیہ اور بھیج دیجیے اور ساتھ ان روپوں کے تھوڑے سے مالی بھی لے لے
 بھیجے جو کسی کام کاج میں ترہ نہیں جا سکیں اور جیسا میں چاہوں دینا ہی بنا میں اور جو کہوں
 وہ کریں اگلے برس میں لے ہی آؤنگا جب یہ لکھا ہوا راجہ نے دیکھا کہ نول اُسکے جیکہ لکھ گیا اور
 جو کچھ آسنے مانگا تھا بھیج دیا جب روپیہ اور وہ کام کرنے والے اُسکے پاس پہنچے اسی گھڑی سے
 پھلوری بنا لکھا لگا یا اور تھوڑے ہی دنوں میں ایک پھلوری جب بھائی بنوائی اور اُسکے
 سچ میں ایک بارہ دس بھی تھمر کی ایسی لکھی ہوئی بنوائی جو سب کونوں سے دکھائی دیتی تھی
 اور آگے اُسکے ایک چوتھ بھی اسی پہاڑ کے پتھروں سے بنوا کر ایک چوکا چکیوں کا آسپر لگایا اور
 اس چوکے پر اچھا سا بچھو نا بچھو دیا کہا شک اُسکی بھلا لکھوں نے ڈھنگ سے پھلوری
 کو بنا کر بیٹھا اور اُس دن کے دھیان میں رات دن رہنے لگا جب تھوڑے ہی دن پہلے
 ہو گیا اور وہ دن آیا پہلوری بھی نہیں وہی پھندہ بچھو اُسکے اور جب چکر بارون
 سے کہہ دیا پس اگر جانے نہیں لے جسکے پھندے سے نہ لکھا اُسکا وہ مار دالا جائیگا یہ لکھ کر وہ
 اور وہ دیکھنے لگا اتنے میں وہ نہیں پھر نہ چکی چوٹی پر آکر بیٹھا پیچھے اُسکے ایک کو آسے اور اُسکے
 نہیں آئی کو آست دیکھا کیا اچھے ڈھنگ سے پھلوری لگائی ہو اور پھر چوٹی پر آکر بیٹھا
 میں جیتے ہوئے بیٹھا نہیں رہتا ہی جی چاہتا ہوں اس پھلوری چکر لکھ کر بیٹھنے ہی کو سنے

جائے نہیں دیا تھا اور یہ کیا تھا پارے گھر بن بن سمجھے جانا اچھا نہیں ہو تا تو کیا جان کے کہتا ہو
 چلیے کوئے نے کہا راجہ وہ آؤ تھا ایسے ہی پھلواروں میں راجہ آتے جاتے اور رہتے رہتے ہیں اچھا
 آپ گھر میں دیکھئے اتنا ہوں یہ کیا آتے گیا اور کبھی اس پر جا بیٹھا کہ جس کی کبھی اس کے پھل جو
 والی کبھی اس کے پھل کو گما لیا کوئے کو پھلوا رہی میں اور اور دھڑارتے پھرتے دیکھا اس چارے
 سب سے کہہ دیا سنتے ہو اس کوئے کہ یہاں نہیں اور جس پھل کو یہ کھائے کھائے دیا جب کوئے
 نے سنا تو دیکھا کیا پیکر ہنس کے پاس گیا اور کہنے لگا وہاں کچھ کھشکا نہیں دین دیکھو کیا چلیے
 سب جاتے ہیں پاس کے بیٹھے والوں کا کسا سنا بت ہوتا ہو اور انھیں کی بات بھی جی کو
 بھلی لگتی ہوتی ہی کوئے سے بن سمجھے بوجھ اتر پڑا پاؤں نکلتے ہی پھندے کے جھجھال میں
 گیا پھنستے ہی جا پائے تین مار ڈالوں اور جیتے جی کیسے ہاتھ نہیں آؤں یہ چارے بیاں چروں
 کی سمجھتا ہی تھا ہنس سے کہنے لگا میں بولی آگئی جانتا ہوں جو کچھ اس برس آپسے اور
 چکور سے باتیں ہوئی تھیں اور جیسے اس برس کوئے سے ہوئی ہیں سب سمجھا ہوں
 اپنے تئیں مٹا دیے نہیں میرا راجہ اسی چارے امی آپ کو ہاتھ پر بٹھا کر ان کی پیٹھ پر ہاتھ پیرے
 پھر اڑ جائے گا کا کہہ کر آپ کو سمجھتے ہیں ہنر مند ہنر مند ہنر مند اس کوئی اسے راجہ
 کا سپنے میں دیکھنا اور اپنا ڈھونڈھنے نکلتا اور بڑھے سے کھوج کا یا نا اور برس دن تک پاؤں
 کے نیچے پڑا رہتا کہ سنا یا اور کہا آپ کھشکا جی سے نکال ڈالیے یہ لیکے جو آؤا جڑا و بنوا رکھا
 تھا پھندے کے پاس لایا اور سامنے رکھ کر کہا آپ اس پر ابھی تین ڈرین نہیں یہ سن کر ہنر
 اس آؤے پر بیٹھا اسکے بیٹھے ہی اسنے ایک چھینی چاندی سو نیکی اسکے پاؤں میں ڈال کر ایک
 چمکی ہوئی ڈوری سے باندھ دیا اور اپنے لوگوں سے کہا چلو ڈھیل کرنا اچھا نہیں رہتے ہی وہ
 سب اسکو لیکر دوڑتے ہوئے اپنی بستی کو چلا اور تھوڑے ہی دنوں میں ہو گیا کہ راجہ نے سنا
 جس کو میں نے بھیجا تھا وہ ہنس لیکر آیا یہ سن کر ہنس ہی کہن ہوا اچھا نہیں ہے اور کہنے والوں سے
 کہا کہ یہاں سب میرے گھر اچھا چھ کپڑے پنکرا اور چائے ہوئے ہتیار لگا کر آئیں جیسے ہوں
 میں بن ٹھنک جاتے ہیں پھر وہاں کے رہنے والوں سے کہاں رہتا تھا اور ساتھ کے رہنے

ن آنا جہاں ہم گھر سے نکلا بیٹھے ہیں ایک پناہیہ والا دکان لگے جو کبھی کبھی نہیں دیکھا ہوگا
 لیکن دوسرے دن وہ سب آٹ جٹا جٹا کر اپنے اپنے بیٹھے پر بیٹھے اور جو لوگ بیٹھے
 نہیں سکتے تھے وہ سامنے اس بیٹھے کے جس میں راجہ بیٹھا تھا کھڑے ہوئے جب راجہ نے سناسا کو دیکھا
 اس گھڑی اپنے کو دھڑک سا بنا کر ابڑا یا اور جہاں بیٹھا تھا وہاں سے اٹھ کر اسکو بلا یا جو پیش لکرا یا تھا سنتے ہی
 اس بات کو وہ اسکو لیکر سامنے آیا جتنے دن پانچ بیٹھے گھر سے تھے دیکھتے ہی اسکو الیا بیٹھے جو کچھ بے پنے تھے
 پھینکے راستے میں راجہ نے ہنس کر آواز سے پوچھا کہ کیا تم پر بیٹھا اور بیٹھو پر اسکی ہاتھ پھیر کر چھوڑ دیا
 وہ ہنس کر راجہ کے سامنے اونچے پر جا بیٹھا اور کہا جو میں کہوں راجہ کان دھو کر سن اور میرے کہنے کو
 گانتھو باندھو بھولیو نہیں کہی دھوکا نہیں کھائے گا پہلے جو میں اس پر اڑا یا تھا میرے ساتھ چلو تھا
 اور بہت دنوں سے میرے ساتھ نہیں تھا اور اچھے گھر لائے اور بچلے کٹھ سے تھا اور محلو آتھے بیٹھے بھی
 جبری بات کی بھلائی تھی سمجھا یا کرتا تھا اُسے محلو اس پہنچنے سے پہلے سے اور بھوک پیاس سے کھو
 اٹھا تھیے اور بندھوا کر مایاں ایسے بچا یا تھا ابکی برس میرے ساتھ کو اتھا اسکے کٹھ اور گھر لیکو
 نکال جاتا ہوں اور میں بھی جاتا ہوں اور تو بھی جاتا ہوگا اسکے کہنے میں گیا اسگھڑی نہیں سو جاتا
 یہ کون ہے اور کیا کتا ہے بن سوچے اس آٹو کا کہنا کیا پھنس گیا میرا جی ہی جاتا ہو جو کھو اٹھا یا ہے
 کہ میں نے سوچے میں بھی ایسا ہوں میں دیکھا تھا جو جاتے ہیں اس پر اپنے کی تڑائی سے دیکھا
 ایسی بات کیسی نہیں جانتے میری گئی جب بنی بگڑتی ہو نہیں بنتی لاکھ لپ پٹ کرے دھبنا نہیں
 دیکھتے ہو لہذا میں اپنے پاس کے بیٹھے والوں میں اپنے کم اور گھر اور والوں کو بلا تا نہیں جیسے کہ اپنے اور کٹھ سے
 گھر اور لہذا لوگ اس کا اپنے پاس سے بیٹھے آتھا اچھا نہیں جانتا اور انکا ہاتھ ان کو نہیں لٹا اور
 گھر کا بھی دانتے نہیں کہنا اور رنج کا کام بھی اُسے نہیں لینا اور رنج سے گھر کا دن میں کبھی نہ
 لے گا آئے نہیں دینا اور راج کا کام اسوں سے لینا جو راج کا کام کیے ہوتے ہوں
 لیے سوچا کہ یہ جانتے ہوں میری بھلی بات کو جانتے ہوں کہ میں نے تھکے نہیں پڑھتے ہیں
 نہیں نہیں یہ بات کا وہ بیان کہ میں اسکو لیکر کے بنا ہوا ہوں کہ ہاتھ ہوں بگاڑنے
 ہاتھ ہوں کہ ہاتھ جانتے ہوں کہ میں نے کٹھ کیا ہے ہوں انہیں کو لایا گھر سوچنا ہے ہوں کہ

چھن جائیگے اور راجہ — پر جا ہو جائیگا یہ کنگڑا لگنا۔

اب گنی روک ہاتھ کو اسنے
یہ جو لکھا ہے سب کہانی ہے
قطعہ تاریخ چکیدہ کلک کمرسلک صدر تشین ایوان شاعری

ریت بخش چار بالش نکتہ پروری عالی شان والا دودمان

شمع بزم ولا جناب امداد حسین خان متخلص رضا

بھرا لنگا جہاں میں جب تک ہوا
ٹپے اسکو پھر اسلی دھرتی پرانی
گنی نے بھلی بات ہو سن میں چھانی
ہو اسکو جو ایک اور فیض پرانی
لگی ہاتھ چار تو کہتے کہانی
۱۳ بھرتی

رہے میرے راجہ پروا نالی کر یا
وہ نہ ہو رہا ہے پھر گزیرن آسیکا
رضا بیچھے پیچھے چلا چل فدا کے
لگائی ہو باتوں کی پھلوا ری اسنے
رضا اپنے جی میں بچارا یہ میں نے

غزل صنعت مذکورہ بالا یعنی بری از الفاظ عربی و فارسی

وغیرہ تہیہ طبع سید فدا علی صاحب مصنف کتاب

میری جاؤ گے یہ کنگڑا جی کے ایتھامین
ایسا ہی کچھ دھیان ہو کو بھی وہاں زمین
رات دن یہ دھیان مج کو اپنے نہ جانے میں
کیا یہ الاز آپ کی میرے شکوے میں
کچھ برائی میرے سپارے سنو کہ دکھلانے میں
بھرتی میں کیا شمع ہو کو پاس چھانی
لکھا ہے اچھو کھٹ یہ کنگڑا جی کے ایتھامین

پیارے میں ہو وہ جو سنکھیا کھانے میں ہے
سچ آنکو جو ہمارے گھر تلک آنے میں ہے
نکسے مرنا چاہئے والیکادو گھر ایتھامین
کوئی میں نے برائی کی جو چاہا آپ کو
پاس بیٹھے ہو اکیلے گھر یہ کنگڑا جی کے ایتھامین
چاہئے والا نہیں چھانی یہ کنگڑا جی کے ایتھامین
۱۳ بھرتی

۱۳ بھرتی

۱۳ بھرتی

چشم بدور عجب رنگ بین لاتی جاتے
 تذکرہ جوش جنون میں ہرک سر ہوتا آپ میں ہوئے اگر دل پہ تو قابو ہوتا
 کوچہ یار میں کیوں ٹھوکرین کھاتی جاتے
 فوت اسکا ہر کسی شخص کو پہنچ نہ سکر قصہ صحرا کا ہر دیوالوں کو لڑکا بین کدھر
 راستے والوں کو آگے سر ہٹاتی جاتے
 جسکی تحریر ہے زندہ ہر اچھی دہکات میں جمی دیکھا ہوں خط غلامی صاحب
 جن دنوں آپ تھر لکھ لکھ کر شاعر جاتے
 کارگر ہوتا ہے تعویذ نکوئی افسون ہوتی جاتی ہر عداوت ادھر سے افسانہ
 نقش جب اگ میں جون جون میں جلتی جاتے
 یہ بھی شکوہ نہیں تنہا بوند آؤں سے شمع دگل تربت عاشق پہ تلاؤں سے
 فاتحے کے لیو تو اٹھ اٹھاتے جاتے
 حال گذر اٹھا جو اے جان تلبد کیا ہجر کی شب تری فرقت زیروم بند کیا
 سانس بھی سینے میں رکنے لگی آؤں جاتے
 کیوں ہونڈی کر ہائے گاہے ہائے ہونڈی دیان ملک او کی سلامی حاصل
 رفتہ رفتہ ہیں اوس کو چھو میں آؤں جاتے
 یہ کہہ لے بہت اہوتا ہی ہو راستہ روک دو گونگا جو اٹھا کر ہے
 کیا لوگے نہ بھی راہ میں آتے جاتے

دل جلتے کا ٹھکانا کوئی باقی نہ رہا قیس و فریاد کے قبضے میں ہیں کہ وہ مہرا
 ہم کہ ہر جوش جنون ٹھوکرین کھا آجائے
 آپ پچھاو گے مانند میسم آخر کا چاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو مختار
 نیک و بد رکند تھیں ہم ہیں جہاں جاتے

مشقتِ یزغزل شیخ امداد علی جگر مرعوم

کچھ دلفش کی باؤں پہ دل میں مدہون سے ہے آرزو دل میں
 دسے جگہ جھکویار تو دل میں
 ہوئی ابرگر نشان کی مدد باغ میں ہے بہار کی آغوش
 سچے دل کی آغوش ہی ہے دلیہ
 اس الم میں چپک رہا ہوں کہ دم نہ نکلا سی سائے راقی پر
 رکھتی دل کی آرزو دل میں
 موت کو اپنی بھول جاؤ نہیں زمر گانی کا لطف ادٹھاؤ نہیں
 جان میں کر رہی جو تو دل میں
 سوز غم نے کیا ہے زار و زوار تشنہ خون عیش ہے وہ دل ابر
 ایک قطرہ نہیں ہو دل میں
 کچھ ٹھکانا ہے اس تلون کا جس سے دھو دین ملاؤں کچھ ہوا

ہاتے یہ کیا بری ہے غول میں
 جان اکدم نہیں ہے آسودہ گرد کلفت سے ہون یہ آلودہ
 خاک اوڑھتی ہے چار سو دل میں
 کچھ بن آتی نہیں جیون کیرن چپ رہوں یا کچھ اوس سے بات کرتا
 یہی رہتی ہے گشتگو دل میں
 نہیں معلوم کیا ہوا ہے اسے شیخ کہے میں ڈھونڈتا ہوا ہے
 بھٹک رہتی ہے جستجو دل میں
 سیریا نہیں خسرو راتنا غار غی حسن پر خسرو راتنا
 کیا سمجھتے ہرنا خوبرو دل میں
 اور سکو مثل شہنشاہ سودا ہے بحر دیوانہ ہے جو کہتا ہے
 کچھ مگر رہتا دل میں

شلت بر غزل حضرت ذوق دہلوی

میرا کفن سارا جہان لہو لگا
 کچھ دین سے کچھ دین سے یہ جوان لہو لگا
 میرے پہلے تھی ہمت ہونے کی بھکاؤڑ تیر چکی میں لہا تو نے پے جان عہد
 رشک میرے دین کیا کیا چلکان لہو لگا

جب مجھے وحشت ہوئی تازہ اثر دکھائی
 ام میرا سسٹے مجنون کو جانی آگئی
 بید مجنون دیکھ کر انگڑائیاں لیو لگا
 جھوٹ ہو کیا آفتین دکھائی گئی
 مجھ کو ہر شب وصل کی ہونے لگی
 مجھے یہ کس دن کے بدلے آسمان لیو لگا
 دیکھا ہر اس رنگ کا کس تو تاشا آج تک
 ہر جو غنچوں کا چٹکنا اونگلیوں کی ہر چٹک
 یہ بدین کسکی باغ اے باغبان لیو لگا
 حق تو یہ ہر بیشواہم بادہ غاروں کی ہر تو
 جسے کی اس سیکرے میں بیت و ستبر
 وہ قدم تیرے میں ہے پیرنخان لیو لگا
 اپنی یکتائی کا مال او سپر ہوا آج فکر
 لیکے آئینہ جو دیکھے حسن کی ادھنے ہر
 اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
 غیر کی امداد کا محتاج کب ہو کیونکر
 تیرے کرنا ہر شوق پر تنہا ہر
 چشم کی گردش سے وہ کارفغان لیو لگا
 کھل گیا یہ جب نظر کی سویرم نیا
 حسن سے ہو کیا دل آہن بھی گرم ہوا
 شمع کی گلگیر جو منہ میں زبان لیو لگا
 جب ہوا وعدہ برا بر پیکر کیا ہو
 موت او سکوا دہائی ہر خدا جانے کہ گور
 یوں ترا یا غم جو چکیاں ان لینے لگا
 کیا کہ تے شمیم خضر خاطر اپنا مال
 راست کما و ذوق او کی زکریا کا مانی

تن پہ ہر موسیٰ مری کارستان لہنگا

قطعات تاریخی ترتیب دیوان از مولف میچران

فراغت ہوئی فکر سے اے شمیم	مندر ہم کام پریشان ہوا
بر آئی متناسے قلب حزن	سرت کا موجود سامان ہوا
ہوئی طبع پر مردہ کو تارگی	کہ آراستہ یہ گلستان ہوا
ہوئی روح کو آج راحت حاصل	گل مدعا زیب دامن ہوا
کھلے ایسے گلہائے نظم و بیان	شکستہ دماغ دل و حیاں ہوا
نصارت ہوئی اس چین کی دھند	سحاب کرم گو ہر افشان ہوا
ہوئی ساحت فکر میں روشنی	ضیا بار مسر در خشان ہوا
ہوے شاہان مسانی بہم	عیان جلوہ یوسفستان ہوا

لکھنؤ اب یہ مصراع تاریخ سال

بعد حسن ترتیب دیوان ہوا

کہتے ہیں مردم کلام نثار کو تیرہ سال	خیر کیا تو پاپا سرسبز اعجاز فکر
فی الحقیقت کوئی کڑوا کر تیرہ سال	ہے یہی اہل خرد کیا اسلے دس سال فکر
اداران مسانی غور سے دیکھیں دیر	ظاہر مضنون عالی زمین شکار از فکر
ہوئی ترتیب دیوان کے مجھے فرصت شمیم	جلوہ گراپ ہر ہمار پریشان از فکر

<p>نام تاریخی ابن یزید نظم مسطر کے سوا عکرم عاقر ارمغان حیدر آغاز فکر ۱۳۰۹ھ ۱۳۰۹ھ ۱۳۰۹ھ</p>	
<p>قطعة تاریخ خاتمة الطبع از مصنف</p>	
<p>بدعا کے دل میں گنت حصول گو کہ مایوس غیوب است و فضل شورہ - بلوغ - بلوغ معقول ہست چشم نظر ہر مشمول</p>	<p>پناہات خداوند قدرت پر بعد ترتیب کلام ناقص لیکن از کوشش اہل طبع از اجساد و نظارہ آن</p>
<p>صرع سال چنین گفتیم نظم ابن ہجران باد قبول</p>	
<p>قطعات از والاحباب علی القاب قبلہ اخلاص مشائخ و مستقدان مرزا مظفر علی حسینی تخلص ہندویم ظلالہ العجا</p>	
<p>ہمسر صائب و کلیم آدم جلوہ گر سنہ سلیم آدم از زمین قفسہ زین نسیم آدم بے فکین دل ندیم آدم</p>	<p>طبع عبد الرؤف عالیجاہ نیک ترتیب کرد و دیوان را بے گلشت گلشن مضمون دل عاشق را دم و حشمت</p>

	بہر تاریخ ادب ہتر ہشت تازہ این گلشن شمیم آمد	
وہ گرتازہ گلستان سرت آمد	قوت روح شدہ نکبت گلزار شمیم	
	پے تاریخ ہتر کرد رقم بے کم و کاست وہ گلستانہ زمیندہ از افکار شمیم ۱۳۰۹	
	ایضاً منہ در سنین فصلی	
ز ہی طبع دیوان عبداللہ	کہ وارد در مضمون رنگہ بہار پاک	
	پے سال فصلی رسم زد ہتر شگفتہ چین زار سے پاک ۱۲۹۹	
	قطرہ دیگر در سنین علیہ وی	
چون مرث نمود دیوان را	فصلی را راسب قدیم	
	بسن عالی و ہتر ہشت تازہ اینیت گلستان شمیم ۱۸۹۱	

بہر تاریخ از نتیجہ فکر بلند معنی مدید فصاحت صاحب

<p>عالم جناب سردار مرزا صاحب بیجاں ریاض دہم مجید</p> <p>جس پر ہے روح بلیل شیرازی فدا نقطے تمام غنچہ رنگین و خوش ادا ہر بیت قصر سر و قدان کر شمع زرا مضمون تازہ دلکش و پچسپ و دلربا دیوان سلیس تازہ و نچ خط جسطی چھا گلدستہ کلام شمیم طریب فزا اشعار راج زیادہ مضامین دلکش گلزار بہرہ مند ہے نظم فرح نفا</p>	<p>فکر شمیم نے وہ لگایا ہے باغ نظم وامانِ حوت و امن گل و لطیف تر ہر مصرع لطیف ہے غمشاد بوستان لفظین فصیح بندش اشعار صاف زیبا ہے اور ریاض میصرع سال ہے مرغ فکر بیان سن فصلی میں نشین پیدا ہوئے قلم سے سن عیسوی بھی پونا سبست میں شاخ کاکہ ہے سطح گلشن</p>
<p>لکھا ہے سال ہنگامہ میں مسراع تازہ گلریز بوستان ہے یہ دیوان شمیم کا</p>	
<p>قلعات از نازک خیال نکتہ شیخ و سخن شناس جناب مرزا محمد عباس صاحب شاد و تخلص</p>	
<p>نخلیند است از تلامذہ شمیم در غزل است اہتمام شمیم سے گل رنگ در وہام شمیم</p>	<p>نظم رنگین و باغ مضمون را شہودہ است مع گل و رنگ ساتی گل خان گلشن را</p>

سولہواں بہار گلشنِ نظم
شعرہ و دیوان بطبع از بیچ طبع
چند افسانہ بطبع صاحبِ ادب

چون شمیم است عفت شمیم
بہر سال آمدہ پیام شمیم
بنظامی است انتظام شمیم

سندہ فصلی نوشت قاسم شاہ
عطر بیزست این کلام شمیم
۱۲۹۹

قطعہ دیگر در سنبہ جری

مولوی محمد الکریم وقت نامور
جای تھے شاعر کو جتنا علم شمس
نظم آرا بیت عالم میں ہے فرد
نکتہ کسب و مصدر و مصدر سخن
واہ ری شیرین زبانی کامر
خامہ تحسیر پر مشوق خیال
زیور ترتیب و دیوان کو
شاہد ان تہذیب و دیوان
ایک حکم دیوان کو اسل سخن
تہذیب و دیوان ہو اسل خلق

امیر فن الی استعداد ہے
حرف حرف ایک ایک نکتہ یاد ہے
صورت و صورت و چین آزاد ہے
مرد و انشور سخن ایجاد ہے
کوئی مضمون کو چہ قناد ہے
رشاک گلک بانی و ہزار ہے
بہر و بہر و بہر و بہر ہے
ہر سخن و ہر سخن و ہر سخن ہے
کتے ہیں بیشک شمیم استاد ہے
کیا خدا کا فضل کیا املاد ہے

۱	مصرع تاریخ لکھا شاد نے یہ گلستان سخن آباد ہے	
---	---	--

	۱۳۰۹ھ ایضاً	
--	----------------	--

رواق طبع ہے کلام شمیم اشتیاق نگارہ رکتے ہیں یہ اوڑھی گھست گل مضمون داسن افشان مخمورون میں ہوئے	شوق مشتاقون کو ابھی سے ہو شاد ان کلام کے شدید ہو گیا غرق عطر رخت صبا ہوا ہر سو سے شور وصل علی
---	--

فکر تاریخ شاد کو جو ہوئی بارہ سال شاہ باغ لکھا	
---	--

تاریخ از جناب میر کاظم حسین صاحب ہر	
-------------------------------------	--

کیا تازہ کھلے ہیں گل دریاں شمیم آباد رہے سدا گلستان شمیم	
---	--

جو ہر پے سال طبع لکھا ہیں نے میں خوب بہل کیوں نہودیوان شمیم	
--	--

قطعہ تاریخ اور طبع سلیم دہن مستقیم جناب فصاحت والا حکیم میر حسین صاحب	
---	--

موج معالی نہر فصاحت کبیر بلاغت ہو یہ دیوان	
--	--

اہل نظر مردان بخور شام و سحر سب اسکے امین جو یا
 ستر خفی کا ہے یہ کاشت جو امین منصف امین وہ معرفت
 بندش شمع مضمون عالی عیب سے خالی ہے یہ سراپا
 صدر سن، بحری و سیحی اک مصرع سے دونوں امین طاہر
 ہاقت سے تاسخ یہ سن یا آب سخن بے مثل چھپ
 ۹۲ء علیوی ۱۲۰۰ء بحری

تمام شد بہاد محرم ۱۲۱۰ھ

غلطنامہ نظم معطر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲	۷	منزلت	منزل	۳۴	۱۱	لب	اب
۱۶	۲	کھیچا	کھینچا	۳۸	۱۱	بت	تپ
۲۲	۷	کرتا	کھتا	۴۶	۶	گلشن	مغفل
۲۶	۱۰	نکیا	نکھا	۵۱	۳	دوبھی	دوبھی
۲۸	۵	بخور	خور	۵۲	۲	قرآن نہ	قرآن نہ
۳۳	۳	یار	یار	۷۵	۶	مین	پر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۷	۹	ہے	سے	۱۳۵	۱۳	سفر	صحیح
۷۸	۱۳	سیرو	بیسرو	۱۳۶	۱۱	اگر	واگر
۸۰	۱۷	اغیار	عیار	۱۳۲	۱۲	دل	دم
۸۱	۱۷	شان	پیان	۱۳۷	۱۳	ہین	توہین
۹۳	۱۳	مغل	محل	۱۳۵	۱۷	خات	خوش
۹۸	۵	نہین	انہین	۱۳۸	۶	سے	کے
۱۰۰	۱۳	وی	روی	۱۶۰	۷	گل	گل اگر
۱۰۱	۱۱	بھی	تھی	۱۶۱	۱۴	مکان	بیجان
۹۹	۹	سودا	سودے	۱۶۵	۵	ہمت	تھمت
۱۰۳	۸	سہی	ہے	۱۶۶	۳	بین	سے
۱۰۷	۱۱	رنگ	رنگ	۱۷۰	۱۷	آچکے	چلچکے
۱۰۸	۹	پاس	پاس	۱۸۱	۱	اولٹی	اولٹی
۱۱۱	۳	دیکھو	دیکھو	۱۸۷	۱	دیکھو	دیکھو
۱۱۸	۹	نہ کیا	نہ کہا	۱۸۹	۱	سائر	وسائر
۱۲۰	۲	باتوں	باتوں	۱۹۰	۳	سائر	شاعر
۱۲۷	۱۶	کندہ	مقدہ	۱۹۸	۵	بجور	بجور
۱۳۸	۲۷	پہنچا	پہنچا	۲۰۰	۱۵	دل	جان
۱۳۲	۸	ابھرے	ابھرے	۲۰۱	۱۵	دل	جان

تبصاریا اختلاف من الاخبار
 کتاب ہی منجملہ کتب اربعہ امامیہ سے تصنیف
 ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ ہے۔ آئین ہی
 کشش کی گئی ہے جو مجلس میں لا یخسرہ الفقہ کے افسر
 کاغذ اور قلم ہی ویسی ہی ہے جا بجا حل اور شرح
 مطالب و حل امت کر دیا ہے دو جلد میں ہے
 صفاست اسکی من لا یخسرہ الفقہ سے زیادہ
 تیرہ دو زبان جلد و ایک پانچ روپیہ ہے
 مع معمول ڈال

۱۰۰۰ روپے جبہ اتار کر کچا کر کے باہر دیکھ کر علی مرتضیٰ
پرنس زید یورپ نے نہایت کوشش و زہن بیاں کر دے
میں عالم فہم کہ اسے اور بظہر فارسی اور عربی

لکھنؤ اور ضمن میں اہل حالات اور مکتا
کے حسب موقع و محل مناسب امام حسینؑ
بطور رابطہ شامل ہیں۔ یہ کتاب قریب
پانچ سو صفحہ کی ہے۔ نہایت واضح اور
مختصر و سادہ۔ یہ چھٹی بار تیسویں بار

یہ کتاب بھی بخلا کتب اربعہ امامیہ سے ہے
یہ کتاب سن لاکھ و ستمسار و چار صفت
تا ہزار گز یہ کتاب عجیب جاوے تو گویا تمام
کتب اربعہ امامیہ نام ہو جاوے کیونکہ مولانا
طبع فیض منیع جناب منشی نوکشتور حسب من
چھپی ہو اب صرف ہی کتاب چھپنے سے رہائی
اگر ایک سو در خواست اس کتاب کے
لینے کی اس رقم کے پاس آ جاوے تو فوراً
کے ایک سو ایک گز یہ کتاب چھپ
پیشکش ناظرین کیجاوے۔

خاور
 ...
 ...
 ...

طالع

کتاب الیوم از ابن کثیر
کونی شخص بغیر از اہل بیت کے قصد طبع کا کرے
میں نقص نہ آئے اور خیر ہو۔ ورنہ الیوم

نور محمدی بن لوی محمد علی صاحب
مرحوم کتب خانہ احمد علی صاحب
لاہور

CALL No. { ..٨٣١٣.٤٢١. ACC. No. ٥٤٩.٣٠٩....
 AUTHOR..... قہار علی بیگ.....
 TITLE..... بیسلا کمالی.....

MAULANA
 AZAD
 LIBRARY



-:RULES:-

ALIGARH
 MUSLIM
 UNIVERSITY

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.